آندھی کی شکل میں تھا جس سے کنکریوں کی بارش ہوئی اور ابرھہ کی فوج کا بیشتر حصہ چیچک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگیا۔ رہے پرندے تو وہ مردہ لاشوں کو کھانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو مکہ اور اس کے اطراف میں وبا پھیل جاتی۔ آخر میں مؤلف نے ایک نہایت لطیف نکتہ یہ پیدا کیا ہے کہ حج کے موقع پر رمی جمار کی سنت اسی واقعہ کی یادگار میں جاری ہوئی ہے اور اصحاب فیل پر کنکریوں کی بارش اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں اب رمی جمار کیا جاتا ہے۔

چینی مسلمان | تالیف بدرالدین چینی بی۔ اے ضخامت ۲۴۲ صفحات قیمت ۱۲؍ پتہ دار المصنفین اعظم گڈھ۔

دنیا کے ملکوں میں ہندوستان کے بعد مسلمانوں کی سب سے زیادہ تعداد چین میں ہے، جہاں چار کروڑ سے سات کروڑ تک ان کی آبادی کا اندازہ کیا گیا ہے، مگر بارہ تیرہ صدیوں سے ان کے حالات اس قدر تاریکی میں رہے ہیں کہ دوسری مسلمان قوموں کو ان کے وجود تک کا علم نہ ہوسکا زمانہ حال میں ہم کو مسلمانان چین کے متعلق کچھ تھوڑی سی معلومات حاصل ہوئیں، مگر وہ زیادہ تر فرنگی مستشرقین اور عیسائی مبشرین کی فراہم کردہ تھیں جن کا نقطۂ نظر اجنبی اور مخالفانہ تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہمارے سامنے خود ایک چینی مسلمان ہماری اپنی زبان (اردو) میں اپنی قوم کے حالات بیان کر رہا ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے کئی سال تک ندوہ اور جامعہ ملیہ میں تعلیم حاصل کی ہے اور اردو زبان میں اتنی اچھی استعداد پیدا کرلی ہے کہ اس کی تحریر پڑھ کر بعض مقامات پر یہ شبہہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا لکھنے والا ایک چینی ہے۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ہم نے ایک ہی نشست میں اس کو پڑھ ڈالا، اور جب تک پوری ختم نہ کرلی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مصنف نے اس میں مسلمانان چین کی گذشتہ تاریخ اور ان کی موجودہ دینی، علمی، معاشی، تمدنی، اور سیاسی حالت بیان کی ہے جس سے نہ صرف ایک دور افتادہ مسلم قوم کے متعلق ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بہت سے مفید سبق بھی ہم کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اسلام عہد عثمانی میں بحری راستے سے اور عہد اموی میں بری راستے سے چین پہنچا اور نہایت احترام کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ مسلمانوں کے علوم و فنون اور ان کی تہذیب کے ثمرات سے شاہان چین نے بہت کچھ استفادہ

اور چینی تہذیب کی تعمیر میں ان سے مدد لی۔ سترھویں صدی عیسوی کے وسط تک مسلمان اس ملک میں بہت عزت کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد مانچو خاندان کا دور شروع ہوا جس میں مسلمانوں کو ہر طریقہ سے تباہ و برباد اور ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی گئی۔ ۱۹۱۱ء کے انقلاب تک تقریباً ڈھائی سو برس مسلمانوں پر نہایت تنگی اور مصیبت کے ساتھ گذرے اس کے بعد جمہوریت اور آزادی کا دور شروع ہوا جس نے مسلمانوں میں زندگی کی ایک روح پھونک دی، اور ان کو از سر نو وہ عزت اور قوت حاصل ہوئی جس کو ظالم مانچو قوم نے ان سے چھین لیا تھا۔ اب چین میں پانچ قومیں آباد ہیں، جن میں عزت اور مرتبہ کے اعتبار سے مسلمانوں کا نمبر دوسرا ہے۔ اگرچہ مانچو قوم کے مظالم نے مسلمانوں کی قوت کو بہت کچھ توڑ دیا ہے لیکن اسلام نے اپنے پیروں میں قومی امتیاز، اور اپنی اسلامی قومیت پر فخر و ناز کی جو روح پھونک دی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ڈھائی سو برس تک پامال ہونے کے باوجود چینی مسلمان کی روح پامال نہ ہوئی، اس نے اپنی تہذیب کو کسی طاقتور سے طاقتور چینی قوم کی تہذیب میں بھی ضم نہ ہونے دیا۔ اور اس وقت بھی وہ اتنی زبردست قومی طاقت رکھتا ہے کہ ایک طرف جاپان اپنی سیاسی اغراض کے لیے اس کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف چینی جمہوریت اپنے وطن کی حفاظت کے لیے اس کی تائید حاصل کرنے پر مجبور ہے۔

مصنف نے مسلمانانِ چین کی کمزوریوں کا جو حال بیان کیا ہے وہی حال کم و بیش اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کا بھی ہے وہ کہتا ہے کہ چین کے مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ان کو کوئی ایسا رہنما میسر نہیں جو دین اور دنیا کو جمع کر کے انہیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے ترقی کی راہ پر چلا سکے۔ جو دینی پیشوا ہیں، وہ جاہل تنگ نظر اور پست حوصلہ ہیں۔ جو دنیوی اعتبار سے ترقی یافتہ ہیں ان کو دین سے کچھ بھی لگاؤ نہیں۔ اسی حالت کو محسوس کر کے بیدار مغز چینی مسلمان یہ کوشش کر رہے ہیں کہ دینی اور دنیوی تعلیم کو جمع کریں اور ایسے روشن خیال علماء پیدا کریں جو مسلمانوں کی صحیح رہبری کر سکیں اس کام میں